www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توحید ـــ توحید ـــ توحید

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

خدا کو یکتا کہنے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے اصول پر اسے ماننے کا نام "توحید" ہے۔

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

نام کو تو "توحید" بڑی آسان سی تلمیح محسوس ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ ایک "عظیم امانت" ہے جس کو بے داغ واپس کرنے کے لیے، روشن فکر، عظیم کردار، اونچے ایمان، بڑے ثبات اور حوصلہ کی ضرورت ہے، مہیب آسمان، زمین اور پہاڑوں سے بھی بڑھ کر، استقامت کی متقاضی ہے کیونکہ یہ دیو ہیکل طاقتیں اس بارِ امانت کی گرانباری سے ڈر گئی تھیں۔

-- اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا (پ ۲۲۔ احزاب ع ۹)

"ہم نے اس امانت کو، آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا (اور یہ بوجھ ان پر لادنا چاہا) تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے۔"

لیکن انسان نے "لبیک" کہی۔

وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ط اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا (ایضًا)

اور انسان نے اس (بارِ امانت) کو اٹھا لیا، دراصل اپنے حق میں یہ بہت ہی ظالم اور انتہائی نادان نکلا ہے۔

اٹھایا اس لیے کہ، اس کی اس میں صلاحیت ہے، چونکہ یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے، جو چین و آرام کی قربانی کی متقاضی ہے، اور نہایت صبر آزما ڈیوٹی ہے، اس لیے ازراہِ ترحم، اسے ظلوماً جہولاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے یاد فرمایا کہ یہ کتنا ہی بھولا ہے!

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر "انسانیت بیداغ" ہو تو یہ ذمہ داری اس کے لیے غذا بن جاتی ہے۔ جب یہ داغدار ہو جاتی ہے تو پھر رو دھو کر ہی گذرتی ہے۔ تکلیف کا وزن "داغدار انسانیت" محسوس کرتی ہے، بیداغ انسانیت کے لیے "شیر مادر" سے بھی زیادہ خوشگوار چیز ثابت ہوتی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ، انسان، قدرت کی ایک عظیم ودیعت ہے جس کی مثال سے "مادر گیتی" کی آغوش خالی ہے، مگر وہ کتنے ہیں، جو اپنے اس "مقام رفیع" کا احساس بھی کرتے ہیں۔؟

بہر حال جہاں یہ ایک "عظیم بار امانت" ہے، وہاں یہ ایک عظیم کردار بھی ہے، مگر کالے دارد! اس لیے اقبال کو کہنا پڑا ؎

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

توحید لا الٰہ الا اللہ کی وہ روح ہے جو نفی و اثبات کا حاصل ہے ایک طرف تو یہ اذعان اور اعلان ہے کہ:

اور کوئی نہیں!

دوسری طرف یہ نعرہ بھی ہے کہ:

صرف اللہ ہی اللہ ہے!

اس نعرہ کی لاج رکھنا، مسجودِ ملائکہ کے لیے تو ممکن ہے، ہما شما کے لیے تو یہ ایک مجذوب کی بڑ ہے — اگر ایک شخص "اور کوئی نہیں ہے" کے ساتھ "اللہ ہے" کا قائل نہیں ہے۔ یا "صرف اللہ ہی اللہ ہے" کے ساتھ "اور کوئی نہیں ہے"! پر یقین نہیں رکھتا، تو ظاہر ہے، وہ اور جو کچھ کہلانا چاہے کہلا سکتا ہے، لیکن موحد نہیں کہلا سکتا۔

توحید کو سمجھنے کے لیے، اس کے تین پہلوؤں کا مطالعہ پہلے نہایت ضروری ہے۔

- اللہ کی ذات والا صفات میں "ترکیب اور دوئی" کے تمام "اعتبارات اور شائبے" بالکلیہ معدوم ہیں۔ وہ تجزی اور تکثر کا کوئی محل اور مذکور نہیں ہے۔
- زندگی کے جتنے شئون، کیفیات، واردات اور اعمال ہیں، ان سب کا ماخذ اور مصدر صرف اور صرف اس کی "مشیت" ہے اور کوئی نہیں!
- انسان کے "تکلیفی امور" کے لیے بھی اسی ذاتِ واحد کی مرضی، وحی اور منشا ہی "واحد مرجع"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور کوئی نہیں!

کچھ کرنے اور سوچنے سے پہلے سب کو یہ سوچنا ہے کہ:

اس کی مرضی کیا ہے؟ پھر اس کی مرضی کے بعد اس میں کسی اور کی مرضی کا ٹانکا نہ لگائیے۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می کشد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

مشہور ادیب اور بلند پایہ مترجم قرآن، شمس العلماء حضرت مولانا نذیر احمد بن مولانا سعادت علی (ف ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء) مرحوم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے نویں سالانہ جلسہ میں "توحید" کے عنوان پر ایک تقریر کی تھی جو بعد میں ۱۸۹۴ء میں مفید عام پریس لاہور میں طبع ہوئی، اس میں تقریر کرتے ہوئے جو کہا، وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، اس میں وہ فرماتے ہیں:۔

"جب اس طرح اسبابِ ظاہر کو، اور اسبابِ ظاہر کی تخصیص بھی کیوں کروں؟ بلکہ "ماسوی اللہ" کو انتظامِ دنیا سے بے دخل محض سمجھ لو گے، تب تم کو "ھو الاول والاخر والظاھر والباطن" کے معنی معلوم ہوں گے۔"

اقبال مرحوم نے "توحید" کا جو راگ الاپا ہے، دنیا نے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔ دراصل اقبال مرحوم کو اس لیے یہ شکوہ بھی تھا کہ لوگ، اسے ایک غزلخواں سمجھتے ہیں، ان کے پیام کو نہیں سمجھتے، واقعی بات وہی بن گئی ہے۔ اقبال کے نام پر جتنا کاروبار ہو رہا ہے، وہ اسی امر کی غمازی کرتا ہے کہ لوگ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، بس اس کا کاروبار ہی کرتے ہیں۔ انا للہ۔

اقبال کا پیامِ توحید یہ ہے:۔

اے پسر! ذوقِ نگاہ از من بگیر	سوختن در لا الٰہ از من بگیر
لا الٰہ گوئی بگو از روئے جاں	تا ز اندامِ تو آید بوئے جاں
مہر و ماہ گردد ز سوزِ لا الٰہ	دیدہ ام ایں سوز را در کوہ و کہ
ایں دو حرفِ لا الٰہ گفتار نیست	لا الٰہ جز تیغِ بے زنہار نیست

(اے بیٹے! ذوقِ نظر مجھ سے حاصل کر اور سوزِ لا الٰہ میں جلنا مجھ سے سیکھ۔ اگر تو لا الٰہ کہتا ہے تو دل سے کہہ تاکہ تیرے جسم سے روح کی خوشبو آئے۔ سورج اور چاند بھی سوزِ لا الٰہ سے گردش کر رہے ہیں اور میں نے اس کی حرارت ہر چھوٹی بڑی چیز میں دیکھی ہے۔ یہ دو حرف لا الٰہ محض ورد کرنے کی چیز نہیں یہ تو باطل کے خلاف ایک بے پناہ تلوار ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتِ سلطان و میر از لا الٰہ ہیبت مردِ فقیر از لا الٰہ
تا دو تیغ لا و الا داشتیم ما سوی اللہ را نشان نگذاشتیم
دارم اندر سینہ نورِ لا الٰہ در شرابِ من سرورِ لا الٰہ

(یعنی بادشاہ اور امیر کی قوت صرف توحید سے ہے اور ایک مردِ فقیر کی سطوت بھی توحید سے ہے جب تک ہم نفی باطل اور اثباتِ حق کی دو تلواریں رکھتے تھے ہم نے دنیا میں غیر اللہ کا نام و نشان نہ رہنے دیا۔ میں اپنے سینے میں نورِ الٰہ رکھتا ہوں اور میری شرابِ زیست سرورِ لا الٰہ سے معمور ہے)

ایں کہن پیکر کہ عالم نام اوست ز امتزاجِ امہات اندام اوست

(یہ فرسودہ پیکر جسے دنیا کہتے ہیں اس کا جسم "عناصر اربعہ" کی ترکیب سے پیدا ہوا ہے)

صد نیستاں کاشت تا یک نالہ رست صد چمن خوں کرد تا یک لالہ رست

(اس نے سینکڑوں نیستاں بوئے تب کہیں ایک نالہ پیدا ہوا اور سینکڑوں چمن خون کیے تب کہیں ایک گل پیدا ہوا۔

نقشہا آورد و افگند و شکست تا بہ لوحِ زندگی نقش تو بست

(دنیا بے شمار نقش لائی۔ انھیں تشکیل دی اور پھر توڑ دیا حتیٰ کہ لوحِ زندگی پر تیرا نقش ثبت کیا)

نالہ ہا در کشتِ جاں کاریدہ است تا نوائے یک اذاں بالیدہ است

(اس نے نوعِ انسانی کی کشتِ روح میں بے شمار نالے بوئے اور ان سب سے ایک صدائے اذاں پیدا ہوتی)

مدتے پیکار با احرار داشت با خداوندانِ باطل کار داشت

(دنیا عرصہ دراز تک مردانِ آزاد سے محوِ پیکار رہی۔ اور اسی طرح پیروانِ باطل سے بھی مصروفِ جنگ رہی)

تخمِ ایماں آخر اندر گل نشاند با زبانت کلمۂ توحید خواند

(اور آخر کار تیری خاکِ جسد میں ایمان کا بیج بویا اور تیری زبان سے کلمہ توحید کہلایا)

نقطۂ ادوارِ عالم لا الٰہ انتہائے کارِ عالم لا الٰہ

(پرکارِ عالم کے تمام چکر نقطۂ لا الٰہ کے گرد گھومتے ہیں اور دنیا کے مکمل نظام کی انتہا لا الٰہ ہے)

نغمہ ہا اش خفتہ در سازِ وجود جوئدت اے زخمہ در سازِ وجود

(توحید کے نغمے ہمارے سازِ وجود میں سوئے پڑے ہیں، اے مضراب! توحید تجھے سازِ وجود ڈھونڈ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے)

صد نوا داری چوں خوں در تن رواں ... خیز و مضراب بہ تارِ او رساں

(اے مسلم! تو اپنے جسم میں خون کی مانند سینکڑوں نغمے رواں رکھتا ہے۔ اٹھ اور اپنے سازِ وجود کے تاروں پر توحید لگا)

زانکہ در تکبیر رازِ بودِ تست ... حفظ و نشرِ لا الٰہ مقصود تست

(چونکہ تکبیر ہی میں تیری بقائے ہستی کا راز ہے۔ لہذا لا الٰہ کی حفاظت و اشاعت ہی تیرا مقصدِ حیات ہے)

تا نہ خیزد بانگِ حق از عالمے ... گر مسلمانی! نیا سائی دمے

(جب تک لا الٰہ کی صدائے حق تمام دنیا سے بلند نہ ہو۔ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دم کے لیے بھی دم نہ لے) (جواہرِ اقبال)

یہ تو اس "ذاتِ یکتا" کی وہ خصوصیاتِ توحید ہیں کہ ان کو کوئی ماننے یا نہ ماننے، اس کو کوئی فرض کرے یا نہ کرے، اس کے لیے ثابت ہیں، بلکہ یہ اس وقت بھی تھیں، جب کوئی نہیں تھا، اس وقت بھی رہیں، جب "کوئی آگیا" اور اس وقت بھی بدستور رہیں گی، جب کوئی نہیں رہے گا، سدا سے ہے، سدا رہے گا، رہے نام اللہ کا، بس! باقی ہوس!

اس کے علاوہ "کامل توحید" کا اعتراف اور تصور صرف اس ملنے میں نہیں ہے کہ: خدا کے حضور میں پرخلوص "ہدیۂ عقیدت" پیش کیا جائے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کائنات کے مصالح، عواقب، مدارج اور مآل کا انحصار بھی اسی "یقینِ محکم" پر ہے۔ خاص کر کائناتِ انسانی کی سلامتی، اس کی عافیت اور آخرت کی فلاح و بہبود کے لیے بھی کامل توحید کا پرخلوص اعتراف اور احترام ضروری ہے۔ انسان، خدا کی ایک عظیم دریافت اور اس کی تخلیق کا ایک قابلِ احترام شاہکار ہے۔ اس کی نوعی خصوصیات اور مقام و مرتبہ کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک کے سوا اور کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

مگر اس کو یہ مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ خدا کے اقتدارِ اعلیٰ کی غیر منقسم وحدت کا قائل نہ ہو۔ اور یہ ایک واقعہ ہے کہ اس کے اقتدارِ اعلیٰ میں کوئی بھی اس کے شریک اور مزاحم نہیں ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ (بنی اسرائیل ع۱۲) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام ع) کیونکہ جس نے پیدا کیا ہے حکم بھی اسی کا چلے گا (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ اعراف ع) بنائے وہ اور جو لانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کے ہو، زیادتی ہے، جو اس زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے اس کا انجام خطرہ میں ہے۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ (پ انعام ع)

سنیے! حکم اسی کا ہے اور وہ سب سے زیادہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

نوعِ انسان کی وحدت کا مسئلہ، ایک اہم ضرورت ہے، لیکن وہ تصوّرِ "توحید" کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ مآخذ اور مراجع جدا جدا رہیں اور "وحدت" کی تلقین بھی جاری رہے، ایک اَن ہونی آرزو ہے یا شیخ چلی کی ایک بڑ ــــ اگر دنیا کو بچانا ہے، اور یہ چاہتے ہو کہ انسان، نوعِ انسان کا شکاری نہ رہے تو "قرآنی توحید" کی آغوش میں ہی پناہ ملے گی۔ ورنہ اس کا وہی حشر ہوگا جو ہو رہا ہے۔

صرف نوعی یا ملّی شیرازہ بندی کے لیے ہی تصورِ توحید ضروری نہیں ہے بلکہ ہر فرد کے انفرادی عمل کی زرخیزی کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہر فرد اپنے کو ایک ہی ہائی کمان کی رہنمائی کے تابع رکھے، ورنہ اس کی یہ زندگی بھی اختلاف اور تضاد کی بھینٹ چڑھ کر رسوا ہو جائے گی۔ منقسم توجہ اور اعمالِ حیات کے جداگانہ مرکزِ ثقل کے نتائج ہمیشہ تباہ کن ہی برآمد ہوئے ہیں اور ایسے ہی برآمد ہوتے رہیں گے۔

توحیدِ کامل میں انسان جتنا راسخ ہوتا ہے، اتنا ہی اسے "حضورِ قلب" کی دولت حاصل ہوتی ہے، خدا سے اس کا رابطہ قائم رہتا ہے، اور قرب و وصال کی منزلیں آسانی سے طے ہوتی رہتی ہیں ــــ جو لوگ تصوّرِ توحید میں خام ہوتے ہیں وہ "وساطتوں اور وسیلوں" کے چکروں میں پڑ کر عموماً ضائع ہو جاتے ہیں، جن کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر سینہ سے لگاتے ہیں۔ آخر پتہ چلا کہ جسے سجن جانا، وہی دشمنِ جاں نکلے۔

بابِ توحید میں رسوخ کا ایک فائدہ، پاکیزگی اور طہارت بھی ہے، کیونکہ جن کو خدا سے ایک گونہ تعلق کی دولت حاصل ہو جاتی ہے وہ جسم و روح اور فکر و عمل کی صفائی اور پاکیزگی کا بالالتزام، التزام بھی کرتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی اپنے کو اس کے حضور میں حاضر محسوس کرتا ہے، وہ تمام آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک رکھنے کا بھی ضرور اہتمام کرتا ہے۔

دُکھ سُکھ اور بھوک ننگ میں ایک دوسرے کے کام آنے کے لیے اس "وحدت" کی نمود ضروری ہے، جو "توحید" کے زیرِ سایہ تشکیل پاتی ہے، کیونکہ اس وقت بات ایک "گھروندا" کی سی ہو جاتی ہے، تکلف نبا ہنے کی تہمت کا شائبہ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ ایک دوسرے کی خاطر اپنے خون کی قربانی یوں پیش کرتے رہے جیسے جام سے ایک بادہ خوار دوسرے بادہ خوار کو (غزوہ یرموک)

ع لیکن ذوقِ این بادہ ندانی بخدا تا نچشی

تصورِ توحید کا یہ اعجاز ہے کہ نسل و وطن، رنگ اور زبان کے امتیازات یوں مٹ گئے کہ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اس کا اقبال مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ؎

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز — قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

یہ وہ اسلامی مساوات ہے، جس کا "مساوات محمدی" کے نعرہ باز حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔

جو لوگ "خدائے یکتا" سے اپنا تعلق جوڑ لیتے ہیں، وہ "بیم و رجا" کے ایک ایسے عالم میں داخل ہو جاتے ہیں، جو خدا کے حضور شرف باریابی حاصل کرنے کے لیے شرطِ اوّل ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ "عبدہٗ" کا اصلی مقام یہی "عالم بیم و رجا" ہے تو اس میں قطعاً مبالغہ نہیں ہو گا۔

"غیر کی غلامی" بڑی لعنت اور ابن آدم کی حد درجہ کی تحقیر و تذلیل ہے۔ اگر اس مقام سے اپنے کو کوئی شخص کما حقہٗ اونچا رکھ سکتا ہے تو وہ صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو "کامل توحید" کا شناسائے راز ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ غیر کی غلامی کے چرکوں سے پاک اور محفوظ رہنے کی توفیق صرف "سچے اور پکے موحد" کو حاصل ہوتی ہے، تو اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ کا شائبہ نہ ہو گا۔ دورِ حاضر میں "غیر کی غلامی" کے یہ معنی ہیں کہ دوسری قوم کی غلامی اختیار کی جائے مگر ایک موحد کے نزدیک یہ بھی غلامی ہے کہ کوئی اپنے ہم وطنوں کا غلام، اپنی قوم کا غلام، اپنی برادری اور مقتداؤں کا غلام یا نفس و طاغوت کا غلام ہو یہ سب غلامیاں، انسانی شرف و حریت کی منافی بلائیں ہیں، جن سے صرف وہ "بندۂ حر" آزاد رہ سکتا ہے جو ان سب کا باغی اور اپنے رب کا "غلام بے دام" ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین۔

الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ (عربی)

تالیف:۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

حال ہی میں یہ کتاب فوٹو آفسٹ کے ذریعہ شائع ہوئی ہے۔ کاغذ عمدہ، سائز ۲۶×۲۰/۸ بہترین سنہری ڈائی دار مضبوط جلد۔ ہدیہ صرف چالیس روپے، رعایتی قیمت معہ محصول ڈاک تیس روپے منی آرڈر ارسال کر کے مذکورہ کتاب بذریعہ رجسٹری گھر بیٹھے حاصل کریں۔

سبحانی اکیڈمی ۱۹ اردو بازار لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

سورۂ بقرہ

(قسط ۱۶)

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ

پھر آدم نے اپنے رب سے (معذرت کے چند) کلمے سیکھ لیے اور خدا نے ان کی توبہ (معذرت) قبول

لہ فتلقّٰی (پھر ملا۔ منہ پھر اس سے سیکھ لیا) الفاظ دعا اور ان کے طرز ادا کے ربانی الہام اور القاء کو سیکھنے سے تعبیر کیا گیا ہے ــــ اس انداز سے خدا کی اپنے بندے سے دلچسپی کے معنی ہیں کہ خدا کو آدم کی اس لغزش پہ غصہ نہیں آیا، ترس آیا ہے، کیونکہ ان کی یہ لغزش خدا سے غفلت کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ رب کے حضور میں سدا حاضر رہنے کی تڑپ کا نتیجہ تھی۔ ہاں گو یہ ایک لغزش تھی تاہم ہزار نیک نیتی کے باوجود اس کے جو قدرتی مادی نتائج تھے، وہ بہرحال ظاہر ہو کر رہے۔ جیسے سہواً مکان کی بلندی سے پھسل کر نیچے گرنے کے ہو سکتے ہیں، ویسے ہی یہاں بھی ہوئے، سہواً جو لغزش ہوتی ہے وہ گناہ کے الزام سے تو بری ہوتی ہے لیکن اس سلسلے کے جو قدرتی مادی نتائج ہوتے ہیں ان سے تحفظ کی کوئی گارنٹی اسے حاصل نہیں ہوتی۔

الہامی تلقین اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات کا نتیجہ ہوتی ہے جس سے غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بندے کی دعا جلد سے جلد اجابت سے ہمکنار ہو جائے، کیونکہ خدا کے ہاں قبولیتِ دعا کے کچھ خاص آداب اور اسرار و رموز ہیں، ظاہر ہے حتمی طور پر ان کی نشاندہی وہ ذاتِ کریم خود ہی کر سکتی ہے یا اس کا فرستادہ، دوسروں کی باتیں تیر تُکّے والی باتیں ہوتی ہیں، اس لیے ماثور دعاؤں کو اپنانے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ جو لوگ اپنی مانگتے ہیں یا ماثورہ دعاؤں میں خود ساختہ الفاظ کے ٹانکے لگاتے ہیں وہ نشانے پر بیٹھنے والے یقینی تیر نہیں کہلاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ